فقہی احکام میں تخفیف و سہولت کے

چند اسباب

(از: مولانا محمد تقی صاحب امینی صدر مدرس دار العلوم معینیہ اجمیر شریف)

ذیل میں چند وہ اسباب بیان کئے جاتے ہیں، جن سے احکام میں تخفیف و سہولت کی صورتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اور نت نئے حالات و مسائل کا حل تلاش کرنے میں بھی ان سے بڑی حد تک مدد ملتی ہے۔

فقہائے الٰہی پالیسی، اور عمومی مقاصد کے تحت اس قسم کے آٹھ اسباب بیان کئے ہیں (۱) سفر (۲) مرض (۳) اکراہ "جبر و زبردستی" (۴) نسیان "بھولنا" (۵) جہل "لاعلمی" (۶) عسر "مشکل اور دشواری میں پڑ جانا" (۷) عموم البلویٰ "عام طور پر لوگوں کا مبتلا ہونا" (۸) نقص (قدرتی طور پر کمی)

ہر ایک کی تفصیل یہ ہے۔

سفر کی وجہ سے شرعی سہولتیں

۱۔ سفر کی دو قسمیں ہیں اور ان دونوں سے متعلق رخصت اور سہولتیں درج ذیل ہیں۔

(۱) شرعی سفر۔ یہ کم از کم ۴۸ میل کا ہوتا ہے اتنی دور کی مسافت کا ارادہ کر کے چلنے سے مسافر کو وہ تمام سہولتیں حاصل ہو جاتی ہیں جو الٰہی شریعت نے اُسے عطا فرمائی ہیں۔ مثلاً بجائے چار رکعت کے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت ہوتی ہے۔ سنتوں کی تاکید ختم ہو جاتی ہے۔ روزہ میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہوتی ہے۔ موزہ پر تین دن اور تین رات تک مسح کرتے رہنا جائز ہوتا ہے اور قربانی اس کے ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے۔

(ب) عام کاروباری سفر۔ اس میں مذکورہ لمبی مسافت کی قید نہیں ہے بلکہ انسان اپنے روزمرہ کے کاروبار کے سلسلہ میں وطن سے کچھ دور نکل جاتا ہے اور جلد ہی واپس آتا ہے۔ اس سفر کی رخصتوں میں جمعہ۔ عیدین اور جماعت کے ترک کی اجازت۔ پانی ایک میل دور ہونے کی صورت میں تیمم کا جواز اور جانور پر سوار نوافل پڑھنے کی اجازت وغیرہ شامل ہیں۔

مرض کی وجہ سے شرعی سہولتیں

(۲) مرض کے حالات کی رخصتیں فقہی احکام میں بہت ہیں ان میں سے چند یہ ہیں۔ وضو اور غسل کرنے میں مرض بڑھ جانے یا اس کے دیر میں اچھے ہونے کا اندیشہ ہو تو تیمم کی اجازت ہے۔ مرض کی حالت میں بیٹھ کر لیٹ کر اشارہ کے ذریعہ جس طرح بھی سہولت ہو نماز پڑھنا جائز ہے۔ روزہ کے دنوں میں روزہ نہ رکھنا مرض کی وجہ سے اعتکاف سے باہر ہو جانا حج میں اپنا قائم مقام شخص بھیجدینا وغیرہ سب کی گنجائش ہے۔

اسی طرح بہت سی ممنوع چیزیں بھی مرض کی وجہ سے مباح ہو جاتی ہیں۔ مثلاً نجس چیزوں اور شراب وغیرہ سے علاج کرنا حلق میں کوئی چیز پھنس جائے تو حرام حلال جس کے ذریعہ بھی ممکن ہو گلو خلاصی کرنا۔ ڈاکٹر اور حکیم کو ان مقامات کا معائنہ کرنا جن کے دیکھنے کی عام حالت میں اجازت نہیں ہوتی۔

البتہ اس اجازت کو بلا ضرورت کام میں لانا یا ضرورت کی حد سے تجاوز کرنا یا غلط استعمال کرنا یہ سب صورتیں ممنوع ہیں۔ الٰہی شریعت کی جو رخصتیں اور سہولتیں ضرورت کی بنا پر ہوتی ہیں وہ بس ضرورت ہی کی حد تک معتبر ہوتی ہیں اس سے زیادہ کی گنجائش نہیں ہوتی ہے۔

جبر و زبردستی کی قسمیں

(۳) اکراہ "جس کام کو کرنا نہ چاہے اس کے کرنے پر زبردستی مجبور کیا جائے"۔

فقہا نے اس کی تین قسمیں بیان کی ہیں۔

(۱) جس شخص پر زبردستی کی گئی ہے اس کو اس طرح مجبور و بے بس بنا دیا جائے کہ اس کی رضامندی اور اختیار کا سوال ہی نہ باقی رہے یہ حالت اس صورت میں پائی جاتی ہے کہ کہنا نہ ماننے میں قتل کرنے یا کسی عضو کو تلف کر دینے کا اندیشہ ہو۔ ظاہر ہے کہ کوئی شخص اپنی جان یا عضو کے تلف کو برضا و رغبت نہ منظور کریگا اور نہ ہی اپنے قصد و اختیار سے اس صورت حال کو گوارا کرنے کے لئے تیار ہوگا۔

(ب) جان یا عضو کے تلف کا اندیشہ نہ ہو لیکن کہنا نہ ماننے کی صورت میں عرصۂ دراز تک قید و بند میں رہنے کی مشکلات ہوں۔ اس حالت میں رضامندی بیشک نہیں پائی جاتی ہے لیکن اختیار بہرحال باقی رہتا ہے نیز مجبوری یا بے بسی کی پہلی جیسی حالت نہیں پائی جاتی ہے۔

(ج) جس شخص پر زبردستی کی جا رہی ہے خود اس کے قید و بند میں رہنے کا سوال نہ ہو بلکہ اس کے عزیز قریب باپ بیٹے وغیرہ کے لئے قید و بند کی صعوبتیں درپیش ہوں۔ اس کا درجہ دوسری قسم سے بھی کمتر ہے۔ اس میں رضامندی اور اختیار دونوں باقی رہ سکتے ہیں۔

جبر و زبردستی انسان کو مرفوع القلم نہیں بناتی ہے

فقہاء کے نزدیک جبر و زبردستی کی کوئی قسم بھی انسان کو مرفوع القلم نہیں بناتی ہے بلکہ شرعی احکام کا مخاطب و مکلف ہر صورت میں وہ باقی رہتا ہے البتہ موقع و محل کے لحاظ سے تخفیف و سہولت کی شکلیں نکال دی جاتی ہیں جن کی اصولی رنگ میں تفصیل یہ ہے۔

جبر و زبردستی (۱) قول میں ہو (۲) یا فعل میں ہو یعنی کسی بات کے کہنے پر انسان کو مجبور کیا جائے یا کسی کام کے کرنے پر مجبور کیا جائے۔ جن صورتوں میں انسان دوسرے شخص کا آلہ بن سکتا ہے ان میں یہ دوسرا شخص ہی ذمہ دار قرار دیا جائے گا جس پر زبردستی کی گئی ہے وہ بری الذمہ ہوگا مثلاً کسی شخص کو کسی کے مار ڈالنے پر یا کسی کا مال تلف کر دینے پر مجبور کیا گیا اور اس نے قتل کر دیا یا مال ضائع کر دیا تو قصاص دیت (جان کا تاوان) اور مال کا تاوان زبردستی کرنے والے پر ہوگا۔

ظاہر ہے کہ اس قسم کی صورتیں اقوال میں نہیں پائی جا سکتی ہیں کیونکہ دوسرے شخص کی زبان سے کلام نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح بہت سے کام بھی ایسے ہیں جن میں انسان دوسرے کا آلہ نہیں بن سکتا ہے۔ اس فرق کے لحاظ سے فقہاء نے اقوال و افعال کی درج ذیل تقسیم کی ہے

اقوال و افعال میں احکام کی تفصیل

(۱) وہ بات اگر ایسی ہے جس کو شرعی لحاظ سے قابل اعتبار بنانے کے لئے قائل کی رضامندی ضروری نہیں ہے صرف زبان سے نکال دینا ہی کافی ہے نیز کہنے کے بعد وہ بات کالعدم (دائرۂ کار زوال) نہ ہو سکتی ہو تو زبردستی کہنے پر بھی وہ بات واقع ہو جائے گی مثلاً نکاح،

طلاق۔ طلاق کے بعد دوبارہ رجوع وغیرہ معاملات ایسے ہیں جن میں کہنے والے کی رضامندی وغیرہ رضامندی کو دخل نہیں ہے اور نہ ہی کہنے کے بعد وہ کالعدم ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح جان کے بدلے کسی کی جان بخشی (قصاص سے معافی) یمین (قسم) نذر (منت) بیوی کو کسی محرم کے ساتھ مشابہت دینا یا باہمی تعلقات نہ رکھنے کی قسم کھانا وغیرہ امور بھی فقہا کے نزدیک اسی قسم میں داخل ہیں یعنی جبر و زبردستی سے بھی مذکورہ امور واقع ہو جائیں گے

(۲) وہ بات اگر ایسی ہے جو فسخ کا احتمال رکھتی ہے اور قائل کی رضامندی پر موقوف ہے (بغیر رضامندی کے وہ بات نہیں ہو سکتی ہے) جیسے خرید و فروخت یا کرایہ پر دینے کا معاملہ ہے ان معاملات میں عمل درآمد کے لئے قائل کی رضامندی ضروری ہے جبر و زبردستی سے یہ واقع تو ہو جائیں گے لیکن فاسد ہوں گے۔ جبر کی حالت کے بعد اگر وہ باقی رکھنا چاہے تو رکھ سکتا ہے ختم کرنا چاہے تو ختم کر سکتا ہے۔

فعل (کام) کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) کسی ایسے کام کے کرنے پر زبردستی کی گئی جو عموماً دوسرے کے آلہ سے نہیں ہوتا ہے مثلاً کھانا پینا ظاہر ہے کہ دوسرے کے منہ سے خود کھانے پینے کا تصور ہی نہیں ہو سکتا ہے یا کسی کے جبر کرنے سے اخلاق سوز حرکت کا ارتکاب کہ اس میں بھی دوسرے کو دخل نہیں ہوتا ہے انسان خود ہی اپنے جسم سے مرتکب ہوتا ہے ان صورتوں میں ذمہ دار وہی شخص قرار پائے گا جس پر زبردستی کی گئی ہے روزہ کی حالت میں کھائے گا تو روزہ کھلانے والے کا نہیں فاسد ہو گا بلکہ کھانے والے کا فاسد ہو گا جرم و بدکاری کے ارتکاب میں سزا مرتکب پر جاری ہو گی حکم دینے والے پر نہ ہو گی البتہ جن صورتوں میں تاوان کی نوبت آئے کہ مثلاً دوسرے کا کھانا کھانے پر زبردستی کی گئی ہو تو یہ تاوان زبردستی کرنے والے کو دینا پڑے گا۔

(۲) جس کام میں دوسرے کا آلہ بن سکتا ہے جیسے کسی کو مار ڈالنا کسی کا مال ضائع کر دینا وغیرہ اس قسم کی صورتوں میں کرنے والا شخص بری الذمہ ہو گا اصل مجرم زبردستی کرنے والا ہی سمجھا جائے گا جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے اس لئے کہ کسی کا ہاتھ پکڑ کر دوسرے کی گردن پر چھری پھرا دینا کسی کے ہاتھ سے بندوق چلا دینا کہ جس سے دوسرے کا خاتمہ ہو جائے یا ہاتھ پکڑ کر مال تلف کرنے پر لگا دینا وغیرہ ایسی صورتیں ممکن الوقوع ہیں کہ اس طرح انسان دوسرے کے آلہ کو استعمال کر کے نقصان کر دے اور

یہ شخص جبر و زبردستی کی وجہ سے ایسا کرنے پر مجبور ہو۔

رخصت وسہولت اثرات ونتائج کے لحاظ سے ہیں

جبر و اکراہ کی موجودہ صورتوں میں الٰہی شریعت نے اثرات ونتائج کے لحاظ سے رخصت وسہولت کی شکلیں مرتب کی ہیں یعنی جن صورتوں کا اثر خود انسان کی ذات تک محدود ہوتا ہے ان میں کافی وسعت اور فراخ حوصلگی سے کام لیا ہے اور جن کا اثر دوسروں تک سرایت کرتا ہے ان میں تنگی اور حد بندی زیادہ پائی جاتی ہے ظاہر ہے کہ ضرر لازم اور ضرر متعدی کے فرق کو کسی صورت میں بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ فقہاء کے نزدیک اسی اصول کے تحت جبر و اکراہ کی بعض صورتوں پر عمل کرنے کی قطعاً گنجائش نہیں ہے مثلاً

(۱) کسی شخص کو بدکاری پر مجبور کیا جائے تو اس کو اس فعل کے کرنے کی اجازت نہ ہوگی کیونکہ اس میں نسب کی خرابی اور بچہ کے لئے گوناگوں پریشانیاں ایسی ہیں کہ جن کا اثر کہیں سے کہیں پہنچتا ہے اس بنا پر ایک لحاظ سے یہ فعل "قتل نفس" کی مرادف ہے۔

(۲) کسی شخص کے قتل پر یا عضو کے کاٹنے پر مجبور کیا جائے تو اس صورت میں بھی گنجائش نہیں ہے کیونکہ اپنی جان یا عضو کے بچانے کے لئے دوسرے کی جان و عضو سے کھیلنا الٰہی پالیسی اور احترام انسانیت کے منافی ہے یہاں تو خود کو فنا کر کے دوسروں کے لئے بقاء کا سامان فراہم کرنے کے فلسفہ پر عمل درآمد کا حکم ہے نہ یہ کہ دوسروں کو فنا کر کے خود کو باقی رکھا جائے۔

بعض وہ صورتیں جن میں رخصت ہے یہ ہیں۔

(۱) مردار اور حرام چیز کے کھانے پر زبردستی کی جائے تو جان بچانے کے لئے اُن کا استعمال ضروری ہے اگر استعمال نہ کیا اور قتل کر دیا گیا تو الٰہی شریعت میں وہ مجرم گردانا جائے گا ایک طرف جان کا بچانا فرض ہے اور دوسری طرف ان چیزوں کا ضرر پہلی صورتوں جیسا متعدی بھی نہیں ہے اس بنا پر اس رخصت پر عمل نہ کرنا بھی جرم ہے۔

(۲) کلمۂ کفر کہنے پر زبردستی کی جائے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو تو اس بات کی اجازت ہے کہ زبان سے کہدے اگر نہ کہا اور قتل کر دیا گیا تو مجرم نہ ہوگا بلکہ اجر و ثواب کا مستحق ہوگا۔ ان دونوں

صورتوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی میں جبر واکراہ کی وجہ سے فعل کی حرمت ہی ختم ہوگئی تھی اب وہ فعل بجائے حرام کے مباح بن گیا تھا ظاہر ہے کہ مباح کے استعمال سے رکنا اور اپنے کو ہلاکت میں ڈالنا جرم وگناہ کا موجب ہے۔ اور دوسری صورت میں فعل کی حرمت بدستور قائم تھی جبر واکراہ کی وجہ سے حفاظت نفس کی خاطر رخصت دے دی گئی تھی اس رخصت پر عمل نہ کرنے سے حرمت کا احترام کیا اور عزیمت پر عمل کیا اس بنا پر اجر و ثواب کا مستحق ہوگا۔

نسیان کی وجہ سے شرعی سہولتیں (۴) نسیان (بھول جانا) بھول کر بے محل بات یا کام کرنے سے گناہ نہیں ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل حدیث میں یہی مراد ہے۔

ان اللّٰہ تعالیٰ وضع عن امتی الخطا والنسیان	اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خطا اور نسیان اٹھا دیا ہے۔

رہی یہ بات کہ اس کا تدارک بھی واجب نہ ہو نسیان کی حالت میں بس جو ہوگیا وہ ہوگیا اس لحاظ سے الٰہی شریعت میں نسیان کوئی عذر نہیں ہے چنانچہ فقہاء کے نزدیک تدارک کی تفصیل یہ بیان کی جاتی ہے۔

(۱) نسیان کی وجہ سے کسی حکم پر عمل درآمد نہ ہوسکا تو بعد میں اس کی قضا واجب ہے نماز پڑھنا بھول گیا یا روزہ زکوٰۃ حج کفارہ نذر (منت) وغیرہ کی ادائیگی یاد نہ رہی تو ان سب صورتوں میں قضا واجب ہے البتہ گناہ نہ ہوگا۔

(۲) نسیان کی وجہ سے کسی ایسے کام کا ارتکاب کرلیا جس کی ممانعت تھی تو اللہ تعالیٰ اس پر سزا نہ دیں گے لیکن عدالتی فیصلہ سے نجات نہ مل سکے گی۔ مثلاً بھول کر کسی کا مال ضائع کردیا تو اس کا تاوان ادا کرنا پڑے گا اتنی رعایت ضرور ہے کہ عدالت حتی الامکان سزا سے گریز کرے گی بشرطیکہ نسیان کا ثبوت فراہم ہوجائے۔

(۳) جن امور میں شرعی لحاظ سے زبان سے صرف الفاظ نکالدینا کافی ہے بھول کر ان کے

کرنے سے بھی وہ امور واقع ہو جائیں گے مثلاً یمین (قسم) طلاق کہ ان میں جان بوجھ اور بھول دونوں برابر ہیں

(۴) جس فعل میں نسیان ہوا ہے اگر اس کی ایسی حالت ہے کہ وہ حالت خود ہی یاد دلانے والی بنتی رہتی ہے تو بھول کر اس کے خلاف کرنے سے وہ باطل ہو جائے گا مثلاً نماز میں کھا پی لیا یا کلام کیا تو چونکہ نماز کی حالت ایسی نہیں ہے کہ بالعموم انسان کو یاد نہ رہے نیز کھانے پینے وغیرہ کا داعیہ بھی اس میں نہیں پایا جاتا ہے اس بنا پر نماز باطل ہو جائے گی۔

(۵) اگر وہ فعل ایسا نہیں ہے بلکہ بسا اوقات یاد نہیں رہتا ہے اور داعیہ بھی پایا جاتا ہے تو اس صورت میں بھول کر اس کے خلاف کرنے سے وہ باطل نہ ہوگا مثلاً روزہ کی حالت کہ اس میں کھانے پینے کی طرف رغبت موجود رہتی ہے اور بسا اوقات انسان کی نظر سے روزہ اوجھل بھی ہو جاتا ہے اس بنا پر روزہ کی حالت میں بھول کر کھا پی لینے سے روزہ نہ باطل ہوگا اسی طرح ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھنا بھول گیا تو وہ ذبیحہ درست ہو جائے گا کیونکہ کبھی تو انسان پر ہیبت طاری ہو جاتی ہے اور کبھی طبعاً ذبح کرنے سے انقباض ہوتا ہے یہ باتیں ایسی ہیں کہ یاد دلانے والی نہیں کہی جاسکتی ہیں۔

جہل (لاعلمی) کی وجہ سے شرعی سہولتیں

(۵) جہل (لاعلمی) کی فقہاء نے کئی قسمیں بیان کی ہیں اور حتی الامکان سہولت کی صورتیں نکالی ہیں۔

(۱) اسلام کی بنیادی تعلیم (توحید و رسالت وغیرہ) سے لاعلمی دنیوی اور عدالتی مواخذہ سے بری کر دے گی لیکن اخروی مواخذہ سے برأت نہ ہو سکے گی ایک غیر مسلم اس بات کا مکلف ہے کہ وہ بنیادی تعلیمات سے واقفیت حاصل کر کے اس پر عمل پیرا ہو اس کے باوجود اگر وہ لاعلم رہتا ہے تو دنیوی معاملات میں وہ معذور سمجھا جائے گا کیونکہ الٰہی شریعت نے دین کے معاملہ میں جبر و زبردستی کی کوئی شکل بھی برداشت نہیں کی ہے

(۲) جن مسائل میں اجتہاد کی گنجائش ہو وہاں اصل صورت سے لاعلمی بھی عذر قرار پائے گی مثلاً کسی نے سمجھا کہ پچھنا لگانے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے پھر جان بوجھ کر کھا پی لیا تو روزہ کا کفارہ نہ واجب ہوگا کیونکہ بعض تصریحات فساد کی مؤید بھی پائی جاتی ہیں اسی بنا پر امام اوزاعیؒ کا مسلک ہے کہ روزہ فاسد ہو جاتا ہے لیکن چونکہ زیادہ تر رجحان عدم فساد کا ہے اس لئے وہی اصل مسئلہ قرار پائے گا۔

یہ اس صورت میں ہے جہاں حقیقتاً اجتہاد کی گنجائش ہو لیکن نصوص صریحہ کی موجودگی میں جہاں اس کی ضرورت نہ ہو وہاں اجتہاد اور پھر اصل مسئلہ سے لاعلمی دونوں عذر نہ ہوں گے۔

(۳) دارالحرب میں کسی مسلمان کی الٰہی شریعت سے لاعلمی بھی بڑی حد تک عذر ہوگی بشرطیکہ تعلیم کی سہولتیں وہاں نہ میسر ہوں۔ دارالاسلام میں یہ لاعلمی عذر نہیں ہے۔

اس حکم میں نکاح کی وہ صورتیں بھی داخل ہیں جن میں لڑکی کے اصل سرپرست والد اور دادا کے علاوہ کوئی اور رشتہ دار ان کی اطلاع اور علم میں لائے بغیر نکاح کا رشتہ قائم کردے تو علم کے بعد نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہوگا۔ یہ اختیار اس وقت بھی باقی رہے گا جب کہ والد اور دادا کی طرف سے خود غرضی اور ذاتی مفاد کا تجربہ ہوا ہو اور وہ رشتہ کرنے میں اپنے مفاد کی خاطر لڑکی کا مفاد نظر انداز کردیں۔

عسر اور عموم البلویٰ کی تفصیل

(۶ و ۷) عسر "مشکل و دشواری پیش آنا" اور عموم البلویٰ "روزمرہ کی زندگی میں عام طور پر اس سے سابقہ پڑنا اور احتیاط دشوار ہونا"، یہ دونوں حالتیں بھی الٰہی شریعت میں تخفیف و سہولت کا سبب ہیں کیونکہ الٰہی پالیسی یہ ہے

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا۔ — اللہ تعالیٰ کسی کی حیثیت سے زیادہ اس کو تکلیف نہیں دیتا ہے۔

يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ — اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے دشواری اور مشکل میں ڈالنا نہیں چاہتا ہے۔

فقہاء نے اس سلسلہ میں کافی وسعت اور فراخی سے کام لیا ہے اور مشکل و دشواری کو دیانتداری کے ساتھ پرکھ کر مسائل کا استنباط کیا ہے، ذیل میں چند وہ مسائل ذکر کئے جاتے ہیں جن سے اس الٰہی پالیسی کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے نیز ان کے ذریعہ استدلال و استنباط کی راہیں ہموار ہوتی ہیں۔

تخفیف و سہولت کی چند صورتیں

پاکی ناپاکی سے متعلق چند مسائل یہ ہیں۔

نجاست و گندگی کی غلاظت اور خفت کی طرف تقسیم کی گئی اور دونوں کی حیثیت کے لحاظ سے ایک مخصوص مقدار کی معافی دی گئی۔

مچھر، پسّو کا خون، مرغی کی بیٹ، کبوتر، چڑیا وغیرہ کی بیٹ کپڑے یا بدن کو لگ جائے تو معاف ہے اسی طرح پیشاب کے وہ چھینٹے جو نہایت باریک "سوئی کے ناکے جیسے" ہوتے ہیں۔ ناپاک چیزوں کا دھواں اور ان کا پیشاب و پاخانہ بھی معاف ہے جن میں بہنے والا خون نہیں ہوتا ہے۔

جس نجاست کا اثر دھونے کے باوجود نہ زائل ہو ایسے ہی جو نجاست جل کر راکھ ہو جائے یا نجس چیز کے اجزاء کپڑے و بدن کو لگ جائیں سب پاک ہوں گے۔

چوہے کی ایک آدھ مینگنی دودھ میں گر جائے اور ٹوٹنے سے پہلے نکال لی جائے۔ صاحب عذر آدمی جب کبھی نجاست دھوئے فوراً نکل آئے اور کپڑے کو خراب کر دے۔ غسل خانہ کی دیواریں جو ناپاک ہوں اور ان سے لگ کر پانی ٹپکے۔ عمارت کے لئے وہ "گارا" جس میں مٹی یا پانی ناپاک ہو۔ بازار میں پانی کا چھڑکاؤ ہو اور اس سے پاؤں بھیگ جائیں وغیرہ۔

اور اس قسم کی بہت سی صورتیں ہیں جن میں "عموم البلویٰ" اور مشقت کی وجہ سے پاکی اور معافی کا حکم دیا گیا ہے

ان کے علاوہ دوسری قسم کی چند رخصتیں اور سہولتیں یہ ہیں۔

گھر رہنے کی حالت میں بھی موزوں پر مسح کی اجازت ہے۔ پانی کی طہارت میں ظن غالب کا گمان ہے جبکہ کوئی قرینہ ناپاکی کا نہ ہو۔ سخت آندھی و بارش کی وجہ سے جماعت ترک کرنے کی اجازت ہے عورت کے مخصوص دنوں کے نماز کی قضا نہیں ہے۔ ایک دن ایک رات سے زیادہ بیہوش رہے تو نماز ساقط ہو جاتی ہے۔

اضطرار (بیقراری) کی حالت میں جان بچانے کی غرض سے حرام حلال سب کا استعمال جائز ہے۔

ولی (متولی) اور وصی کو اپنے کام اور محنت کی مقدار یتیم کے مال سے اجرت لینا جائز ہے۔

خارش کے دفعیہ کے لئے یا جنگ کے موقع پر اگر ضرورت ہو تو ریشم کا استعمال مردوں کے لئے جائز ہے۔

بیع سلم (جس میں سودا موجود نہ ہو) خیار شرط (کسی شرط پر خریداری کا معاملہ موقوف ہو) خیار رویۃ (دیکھنے کے بعد واپسی کا اختیار) خیار عیب وغیرہ کی اجازت اقامہ (واپسی) حوالہ (کسی دوسرے پر اتار دینا) رہن ضمان قرض شرکت وکالت کھیت کو بٹائی پر دینا یا لگان پر دینا وغیرہ اس قسم کے معاملات بھی اس میں داخل ہیں

بالغہ عورت ولی کے بغیر بھی نکاح کر سکتی ہے۔ نکاح کے گواہوں میں عدالت کا کوئی اونچا معیار مقرر نہیں ہے۔

ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت میں بھی ہو سکتا ہے۔ طلاق خلع وغیرہ کی صورتوں کا جواز وغیرہ سب سہولت کی غرض سے ہیں۔

مرضِ موت میں ثلث (تہائی) کی وصیت جائز ہے تہائی سے زیادہ کرنے میں ورثاء کا نقصان ہے اس لئے زیادہ کی اجازت نہیں ہے غرضیکہ فقہ کے ذخیرہ میں روزمرہ کی زندگی سے متعلق بہت سے مسائل ہیں جن میں مشقت کا دفعیہ اور عموم البلویٰ کا لحاظ کیا گیا ہے۔

نقص کی وجہ سے احکام میں رعایت

(۸) نقص (کمی) اس میں تمام وہ عوارض داخل ہیں جو آفتِ سماوی کی وجہ سے یا قدرتی طور پر انسان کو پیش آئیں اور انسان کو دخل نہ ہو مثلاً جنون بیہوشی۔ نیند، کمسنی، عورتوں کے مخصوص دن وغیرہ۔ الٰہی شریعت نے ان سب میں سہولت و رعایت کی صورتیں نکالی ہیں اور مقصد مشقت کا دفعیہ نیز عام ابتلاء کی وجہ سے دشواری کا ازالہ ہے۔ اس طرح مجموعی حیثیت سے شرعی تخفیف و سہولت کی سات قسمیں بنتی ہیں:۔

(۱) عذر پائے جانے کے وقت حکم ہی کو ساقط کر دیا جائے۔ بیہوشی کی حالت میں نماز کا ساقط ہو جانا اسی قبیل سے ہے۔

(۲) حکم میں تخفیف کر دی جائے جیسے سفر کی حالت میں قصر (چار کی جگہ دو رکعت) کی اجازت ہے۔

(۳) ایک حکم کی جگہ اس کے قائم مقام دوسرا حکم رکھدیا جائے وضو و غسل کی جگہ تیمم کی اجازت کا تعلق اسی سے ہے

(۴) کسی حکم کو مقدم کر دیا جائے جیسے عرفات میں عصر کی نماز ظہر کے وقت پڑھنے کا حکم ہے اور سال گذرنے سے پہلے زکوٰۃ کی ادائیگی کا جواز ہے۔

(۵) کسی حکم کو مؤخر کر دیا جائے مزدلفہ میں مغرب کی نماز عشاء کے وقت پڑھنے کا حکم ہے۔ مریض اور مسافر کے لئے روزہ مؤخر کرنے کی اجازت ہے۔

(۶) رخصت دیدی جائے حلق میں کوئی چیز پھنس جائے۔ اور نگلنے کی صورت نہ بن سکے تو شراب کے ذریعہ اس کا نگلنا جائز ہے۔

(۷) حکم میں ترمیم کر دی جائے جیسے نماز کی ادائیگی کا حکم خوف کی حالت میں کہ اس وقت نماز کے نظم میں مقررہ ترمیم کی اجازت ہے۔